ہمارے عقیدے اور منہج

نفاذِ شریعت کیلئے ضروری ہے: "صحیح راہ دیکھانے والی ایک کتاب اور اسکی مدد کیلئے ایک شمشیر "

اے توحید پر یقین رکھنے والے بھائی!

یہاں پر ہم اپنے عقیدے اور منہج کے حوالے سے گفتگو کرینگے اِنشاءاللہ۔

یادرکھنا! یہ سب صرف قلم سے نکلی کچھ روشنائی یا زبان سے نکلی چند لفاظی نہیں ہے۔

یہ ہمارے عقیدے ہیں جسے ہم دل کی گہرائی سے یقین کرتے ہیں۔ اور دل سے محسوس کرتے ہیں۔ جسکے لیے ہم اپنے خون بہاتے ہیں اور جان قربان کرتے ہیں۔

یہ ہمارا منہج اور دستورالعمل ہے جس پر ہم خود چلتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی اسکے بارے میں بتاتے ہیں۔ یہ علم کی روشنی سے روشن اور خونِ جہاد سے تر ایک منہج ہے۔

ان عقیدے اور منہج کی بناء پر ہم جمع ہوئے ہیں اور ہم اسی کی بنیاد پر ہی توحید والجہاد کے پرچم تلے مجتمع ہوئے۔

اسکے ہر پہلو کو آپ خوب اہمیت دیجئے جہاں تک اس کا حق ہے۔ اسکی رہنمائی پر اپنی زندگی کو بنائے۔

اس امید پر۔ امت کی خدمت میں مصروف آپکے برادران۔
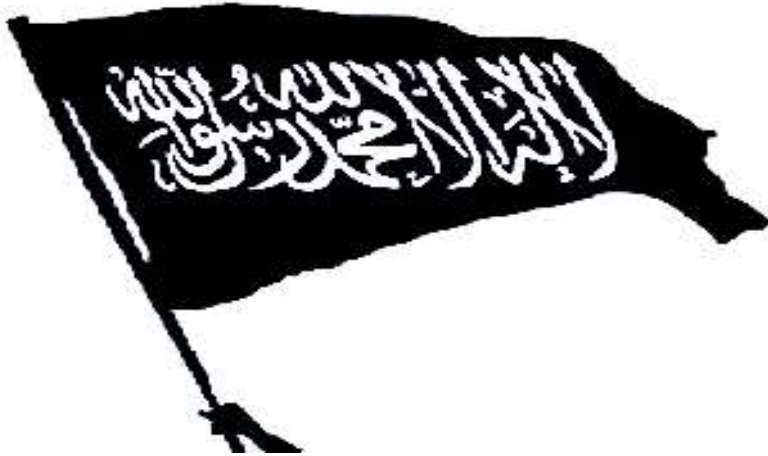
ان الحمد لله نحمده و نستعينه ونستغفره،ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا،من يهده الله فلا مضل له،ومن يضلل فلا هادي له،ونشهد ان لا اله الا الله،ونشهد ان محمدا عبده ورسوله، اما بعد:

ہمارے عقیدے۔

اللہ رب العزت:

* ہم ایمان رکھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑے اور عظیم ہیں۔ اللہ کے سوا عبادت کے لائق کوئی اور معبود نہیں ہے۔ اور کوئی انکے برابر کا بھی نہیں ہے۔

ہم گواہی دیتے ہیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں ہے، (لا الہ الا اللہ) توحید کا یہ کلمہ جو کچھ دعویٰ کرتا ہے ہم اسکے لئے وہی ثابت کرتے ہیں۔ ہم انکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ انسان اللہ کے سوا جتنے بھی جھوٹے خدا اور طواغیت کو الہ کے طور پر مانتا ہے، ان تمام طواغیت کو ہم رد و انکار کرتے ہیں۔ اور ان سے قطع تعلق اور برائت کا اعلان کرتے ہیں۔

اللہ کے سوا جتنی بھی چیزوں کی عبادت کی جاتی ہے ہم انہیں طاغوت قرار دیتے ہیں۔ اور ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ طاغوت مختلف قسم پر ہو سکتا ہے جیسے:

۱: شیطان۔

۲: علمِ غائب کا دعویٰ کرنے والا۔

۳: اللہ کے سوا جسکی عبادت کی جاتی ہو اور وہ اس عبادت پر راضی ہو۔

۴: اللہ کے آئین و قوانین کو بدلنے والا حاکم (سرکار) اور اس سے منسلک افرادے۔

۵: اور جو بھی اللہ کے آئین و قوانین کو رد کرتے ہوئے خود ساختہ یا انسانوں کا بنایا ہوا آئین سے فیصلہ کریں، وغیرہ۔ یہ سب طواغیت کو انکار و رد (کفر بالطاغوت) کئے بنا اللہ پر ایمان (ایمان باللہ)، کا کوئی اعتبار نہیں اور اس طرح ایمان لانے سے کوئی مسلمان بھی نہیں ہوتا۔

* اور ہم یہ بھی یقین کرتے ہیں کہ؛

۱۔ ان تمام طواغیت کی عبادت، اطاعت، اتباع اور محبت کو کفر و باطل سمجھنا۔

۲۔ انکی عبادت، اطاعت، اتباع اور محبت کو ترک کرنا۔

۳۔ انکے ساتھ دشمنی رکھنا۔

۴۔ اور ان سے نفرت کرنے کے علاوہ صحیح معنوں میں ''کفر بالطاغوت'' (طاغوت کو رد وانکار) ثابت نہیں ہوتا۔ اور یہ ساری باتیں کتابُ اللہ اور سنتِ رسول ﷺ سے ثابت شدہ ہیں۔ جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

* ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت ہی ہر چیز کا خالق و رب ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تمام تر قوتوں کا منبع وہی ہے۔ تمام تعریفیں اسی کیلئے ہے۔ ہر چیز پر انکا مکمل اختیار ہے۔ حاکمیت اعلیٰ اور اقتدار اعلیٰ اسی کیلئے ہے۔ وہی ازلی ہے وہی ابدی ہے۔ وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔

* اللہ کی توحید کے بارے میں ہم یقین رکھتے ہیں کہ رب ہونے کی حیثیت سے اللہ کے تمام افعال جیسے۔ پیدا کرنا، پالنا، رزق دینا، زندہ رکھنا، موت دینا، تمام تر اختیارات، پوری کائنات کے انتظامات، حقِ قانون سازی، اقتدار اعلیٰ کا حق، حلال و حرام کی تعیین، اچھے برے کی تشخیص، مشکل کشا، اولاد دینا، غائب کا علم رکھنے والا وغیرہ۔ میں اللہ کو ایک اور بے مثال (توحید ربوبیت) مانے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔

* ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ رکوع، سجدہ، دعا، مصیبت سے نجات کیلئے استغاثہ، قربانی، نذر و منت وغیرہ ہر طرح کی عبادت کے لائق صرف اور صرف ذاتِ باری تعالیٰ ہے، اسے مانے بغیر کوئی مسلمان نہیں بن سکتا۔ یہ سب ''توحید فی العبادۃ'' کا جزو ہے۔

* قرآن و سنت میں اللہ تعالیٰ کے جن نام و صفات کا تذکرہ آیا ہے اس کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اسماء وصفات اللہ کی شان کے مطابق ہے۔ مخلوق جیسا نہیں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی ان صفاتوں کو فرقۂ تشبیھیہ (المشبہ) کی طرح مخلوق کے ساتھ تشبیہ نہیں دیتے۔ اور نہ ہی فرقۂ معطلہ (المعطلہ) کی طرح اسکی کسی صفات سے انکاری ہے۔

* کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کے دو حصے نفی واثبات یعنی ''کفر بالطاغوت وایمان باللہ'' ان دونوں میں سے کسی ایک میں بھی تخفیف کی کوئی گنجائش نہیں۔

* ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ:

۱۔ اس کلمہ (لا الہ الا اللہ) کا صحیح علم رکھنا۔

۲۔ اس پر پختہ یقین لانا۔

۳۔ اسے دل سے پورا پورا قبول کرنا، تصدیق بالجنان۔

۴۔ اقرار باللسان۔

۵۔ اپنی زندگی میں اس پر عمل کرنا۔ اسکے خلاف نہ کرنا (عمل بالارکان)۔

٦۔ اور صدق واخلاص کے ساتھ ااس کلمہ پر تاحیات ثابت قدم رہنا۔ ہر انسان کا مسلمان رہنے کیلئے ضروری ہے

معزز ملائکہ:

*ہم سبھی معزز فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کی معزز مخلوق ہیں۔وہ اللہ تعالی کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔جو بھی حکم انکو دیاجائےوہ اسکو پورا کرتے ہیں۔*فرشتوں سے محبت ایمان کا حصہ ہے اور ان سے دشمنی کفر ہے۔

کتاب اللہ:

ہم ایمان رکھتے ہیں کہ قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب اور انکا کلام ہے۔قرآن مجید کے الفاظ ومعانی دونوں اللہ کی طرف سے ہے۔ جس طرح اللہ تعالی نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذرائع سے رسول اللہ ﷺ پر بھیجا ہے اسی طرح ہی نازل ہوا اور آج تک بالکل ویسا ہی محفوظ ہے۔اس میں ایک نقطہ کی بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہوگی۔اس کا احترام کرنا واجب ہے۔اسکی اطاعت ضروری ہے۔اوراسکے مطابق فیصلے کرنا فرض ہے۔

*پہلے نبییوں پر جو کتابیں نازل ہوئی تھیں ہم ان پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔اوراس بات پر بھی کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے ذریعہ سے پچھلے تمام آسمانی کتابیں وصحیفے منسوخ ہوگئے۔

*دینِ حق اسلام کو چھوڑ کر پہلے نبییوں پر نازل کی گئی کتابیں مثلاً توریت،انجیل،(اگرچہ غیر منحرف ہو)[پر آج دنیامیں غیر منحرف توریت، انجیل کا موجود ہونا محال ہے]کے اتباع کرکے بھی کوئی مؤمن نہیں بن سکتا۔ایسا شخص جہنمی ہے۔ایسے لوگوں کو ہم صریح کافر سمجھتے ہیں۔اورنہ ہی کتراتے ہیں اس طبقے کو کافر کہنے سے جیسا کہ دور حاضر کی جِدت پسند آزاد خیال(؟)بدعتی ٹولے کرتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام۔

*ہم اللہ تعالی کے تمام نبیوں اوررسولوں پر ایمان رکھتے ہیں ۔ان میں سب سے پہلے تھے حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخر حضرت محمد ﷺ۔

*انبیائے کرام اللہ تعالی کے بندے اورآپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے انکو توحید کی دعوت پہنچانے کیلئے دنیا میں بھیجا تھا۔

*ہم انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے میں انکے آپس میں کوئی تفریق نہیں کرتے۔(یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح جو کسی پر ایمان رکھتے ہیں اور کسی کی تکذیب کرتے ہیں۔ہم ایسانہیں کرتے)اللہ تعالی کے حدود کے باہر انکے ایک کودوسرے پر فوقیت نہیں دیتے۔

*جتنے بھی اَنبیائے کرام ہیں سب کے سب مٹی سے بنے ہوئے ہیں نہ کے نور سے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

*ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ انسان وجنات سب کیلئے اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ آپ سیدُ المرسلین وخاتمُ النبیین ہیں۔ آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آئے گا۔ قیامت تک کیلئے آپ پر نازل کئے ہوئے قوانین ہی حتمی قوانین ہیں۔ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریںگے۔ لیکن نیا نبی ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ آخری پیغمبر محمد ﷺ اور انکی شریعت کے متبع بن کر۔

*ہم یقین کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اپنی رسالت کی ذمے داری کماحقہ ادا کی۔ انہوں نے وحی کی کسی بھی حصے کو چھپایا نہیں۔ اور نہ ہی کسی کو کوئی خاص حصہ الگ سے دیکر گئے، جیسا کہ بعض رافضی فرقے اور ملحد پیر گمان کرتے ہیں۔

*دین ہونے کی حیثیت سے جو کچھ آپ ﷺ ہمیں دیکر گئے وہ سب ہی اللہ تعالی کی طرف سے ہیں۔

*ہم یقین کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا اتباع اللہ تعالیٰ کی محبت کیلئے شرطِ اول ہے۔ اور ہماری تمام عبادات آپ ﷺ کی سنت کے مطابق ہونا لازمی ہے۔

*آپ ﷺ نے غائب وحاضر، ماضی ومستقبل کے بارے میں جو بھی پیشن گوئی کی اس پر یقین رکھنا اور اسکے آگے اپنے آپ کو سپرد کر دینا ضروری ہے۔

*ہم اللہ تعالیٰ کے رسول سے محبت رکھتے ہیں اور اس محبت کو ایمان کا حصہ اور باری تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ہم اہلِ بیت (آل خاندان رسول اللہ ﷺ) سے بھی محبت رکھتے ہیں۔ انکا احترام وتعظیم کرتے ہیں۔

*زندگی کی ہر سطح پر ہم اللہ کے رسول ﷺ کو اسوۂ حسنہ واعلیٰ نمونہ قرار دیتے ہیں۔ انکی تعلیم، تہذیب اور سنت کے خلاف کسی بھی ملی (قومی) یا بین الاقوامی قائدین، سیاستداں، فلسفی، دانشور یا سائنسداں کی تعلیم، تہذیب اور نظریہ کی ترجیح دینے کو کفر سمجھتے ہیں۔ جو دورِ حاضر کی قومیت (Nationalism) لا دینیت (Secularism) اور جمہوریت (Democracy) جیسے مختلف سیاسی فرقے اقتصادی (Economics) سیاسی (Politics) اور معاشراتی (Socials) وغیرہ سطح پر کرتے ہیں۔

*شخصی زندگی سے لیکر سماجی و ملی زندگی، آئین، عدالت اور امورِ قضاء سمیت ہر سطح کو حضور ﷺ کے ارشادات و آئین کے مطابق چلانے کو ہم واجب سمجھتے ہیں۔ آئین، عدالت اور امورِ قضاء میں انکے قوانین نہ ماننے کو ہم نواقض ایمان میں سے شمار کرتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

ہم سبھی صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتے ہیں۔ ان سب کے بارے میں اچھا گمان رکھتے ہیں۔ وہ سب کے سب انصاف پسند اور عادل تھے۔ ہم انکے بارے میں اچھائی کے علاوہ کچھ اور نہیں کہتے۔ *ان سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔ اور ان سے دشمنی نفاق ہے۔

*ہم انکو معیارِ حق سمجھتے ہیں۔ایمان،عقائد، منہج،حکمتِ عملی غرض ہر بات میں ہم انکے موقف کو ہی صحیح قرار دیتے ہیں۔اور اسی کے اتباع کرتے ہیں۔

*انکی طرزِ زندگی کو ہی ہم مثالی اور کامیاب طرزِ زندگی سمجھتے ہیں۔ شخصی، سماجی، ملی، بین الاقوامی غرض کسی بھی شعبے میں انہوں نے جو لائحۂ عمل اختیار کیا ہے اسی کو ہم کسی بھی زمانے کے کسی بھی اسلامی جماعت یا قائدین کے چنے ہوئے راستے پر ترجیح دیتے ہیں۔

*انکے آپسی اختلافات کے بارے میں ہم خاموش رہتے ہیں۔ہم مانتے ہیں کہ ان اختلافات میں انہوں نے اجتہادی دلیل کی روشنی میں جو صحیح اور حق سمجھا اسی پر عمل کیا۔ان میں وہ نفس پرستی کا شکار نہیں تھے۔

*اسی طرح انکے نقشِ قدم پر چلنے والے تابعین اور تابع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کو بھی ہم قابلِ اتباع سمجھتے ہیں۔ مختلف نوایجاد، بدعتی فرقے اور نظریات کے (جیسے خارجی، مُرجئہ) مقابلے میں انکے موقف اور حکمتِ عملی کو ہم اپنے لئے دلیل کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

تقدیر:

*ہم تقدیر پر ایمان لاتے ہیں۔اور اسکی اچھائی و برائی پر۔اور اس پر بھی کہ اللہ تعالیٰ کے منشیٰ کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوتا۔

*اچھی اور بُری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔بندے کا تمام افعال وہ پہلے سے ہی جانتا ہے۔اور اسے لکھ رکھا ہے۔اسی کے مطابق سب کچھ ہوتا ہے۔اس میں تھوڑا سا بھی ادھر ادھر ہونے کی گنجائش نہیں۔

*بندے کے تمام افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔یہاں پر ہم جبریہ فرقے کی افراط کو باطل قرار دیتے ہیں۔جنکا ماننا ہے کہ بندے کا کسی بھی فعل کا ذمہ دار وہ خود نہیں ہے۔اور فرقۂ قدریہ کی طرح ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ بندہ خود ہی اپنے افعال کا خالق ہے۔ اس مسئلے میں ہم دونوں فرقے سے ہٹ کر اہلُ السنۃ والجماعۃ کا معتدل عقیدہ اپناتے ہیں۔

قبر کا عذاب اور اس میں سوال و جواب:

*ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قبر میں "منکر و نکیر" دو فرشتے رب، دین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال کرینگے۔

*ہمارا عقیدہ ہے کہ عذابِ قبر برحق ہے۔اللہ تعالیٰ ہر کافر کو اور بعض گنہگار مسلمان کو قبر میں سزا دینگے۔اور جب وہ ارادہ کرینگے تو مسلمان کو معاف بھی کرسکتے ہیں۔اسی طرح وہ اپنے نیک بندوں کو قبر میں انعام سے نوازینگے۔اور انکے آرام کا انتظام کرینگے۔

قیامت:

* ہم علاماتِ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ جو کتابُ اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔

* ہم یقین رکھتے ہیں کہ قیامت سے پہلے حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور ہو گا۔ اوراس پر بھی کہ قیامت سے پہلے دجال نکل آئگا۔

* ہم یقین کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی شریعت کے متبع بن کر آسمان سے دوبارہ اتریںگے۔ دنیامیں عدل وانصاف قائم کرینگے۔ عیسایوں کے جھوٹے عقیدے اورہٹ دھرمی کوباطل قرار دینگے۔ انکی صلیب کومٹادینگے۔ اور قانونِ جزیہ اٹھادینگے۔

* ہم یقین کرتے ہیں کہ قیامت سے پہلے دوبارہ نبوت کے عدل میں خلافت قائم ہو گی۔

* ہم قیامت قائم ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ جیسا کہ کتابُ اللہ اور سنتِ رسول ﷺ میں مذکور ہے۔

آخرت اور موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانا:

* ہم یقین رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد ہر جاندار دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کے سامنے روزِ محشر میں کھڑا ہو گا۔

* ہم یقین کرتے ہیں کہ میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ حساب وکتاب قائم کرینگے۔ اور سب سے حساب لینگے۔

* اوراس پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ حشر کے میدان میں بندے کے اعمال تولنے کیلیئے ترازو قائم کی جائے گی۔ وہاں حوضِ کوثر ہو گا۔ اور جہنم کے اوپر پُلصراط نصب کیا جائے گا۔

* ہم جنت و جہنم بر حق ہونے پر ایمان رکھتے ہیں، جیسا کہ قرآن وسنت میں اس کا تذکرہ ہے۔

شفاعت:

* ہم یقین رکھتے ہیں کہ توحید پر ایمان رکھنے والے جولوگ جہنم میں جائےنگے، سِفارش کرنے والوں کی سِفارش سے وہ پھر جنت میں داخل ہونگے۔

* اس سِفارش کا حق انہی کو ملے گا جسے اللہ تعالیٰ پسند کرینگے۔ اور سِفارش کی اجازت دینگے۔

* ہم یقین کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میدانِ حشر میں حضور ﷺ کو مقامِ محمود سے نوازینگے۔ آپ ﷺ حساب وکتاب کیلیئے عام شفاعت کرینگے۔ اور مؤمن کی جہنم سے نجات کیلیئے خاص شفاعت کرینگے۔

شرک:

* ہم یقین رکھتے ہیں کہ شرک توحید کی ضد ہے۔ مختلف حیثیت سے شرک کی مختلف قسمیں ہیں:

ا۔ شرک فی الربوبیہ: رب ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے افعال جیسے پیدا کرنا، پالنا، رزق دینا، حیات و موت دینا، قادرِ مطلق ہونا، کائنات کی انتظامات، آئین و قوانین دینا، اقتدار اعلیٰ، حلال و حرام کی تعیین، اچھے و بُرے کی تشخیص، مصیبت سے نجات، اولاد دینا، غائب کی خبر وغیرہ کسی بھی چیز میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا (برابر سمجھنا) "شرک فی الربوبیہ" یعنی اللہ کے رب ہونے میں شرک کرنا ہے۔

۲۔"شرک فی الالوہیہ" : سجدہ، دعا، مصیبت سے نجات کی التجاء(استغاثہ)، قربانی، نذرومنت وغیرہ کسی بھی طرح کی عبادات میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا"شرک فی الالوہیہ" یعنی اللہ کے الٰہ ہونے میں شرک کرنا ہے۔

۳۔"شرک فی الاسماء والصفات": قرآنِ مجید اور احادیث میں اللہ تعالیٰ کے جن اسماء وصفات کا تذکرہ ہے، ان اسماءوصفات میں سے جو کچھ صرف اللہ کے لئے خاص ہے ان میں کسی اور کو شریک کرنا"شرک فی الاسماء والصفات" ہے یعنی اللہ کے نام وصفات میں شریک کرنا ہے۔

*ہم یہ بھی یقین کرتے ہیں کہ حکم کے اعتبار سے شرک دو قسم پر ہے:

۱۔شرکِ اکبر:یعنی بڑا شرک، جس سے مسلمان اپنے اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

۲۔ شرکِ اصغر:یعنی چھوٹا شرک، جس سے مسلمان اپنے اسلام سے تو نہیں نکلتا۔پر کوئی بھی چھوٹا سے چھوٹا شرک بھی گناہِ کبیرہ سے بہت زیادہ خطرناک ہے۔

*ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ شرک جس طرح عقیدہ ویقین سے ہوتا ہے اسی طرح قول وفعل کے ذریعے سے بھی شرک ہو سکتا ہے۔

کفر اور نواقضِ ایمان:

*ایمان جس طرح قول، فعل اور یقین سے ثابت ہوتا ہے اسی طرح کفر بھی قول، فعل اور یقین کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے۔

*شرک کی طرح کفر بھی حکم کے اعتبار سے دو قسم پر ہے:

۱۔کفرِ اکبر یعنی بڑا کفر جس سے ایک مؤمن اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

۲۔کفرِ اصغر یعنی چھوٹا کفر جس سے مؤمن اپنے ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔

*کفرِ اکبر مختلف طریقے سے ہو سکتا ہے، جیسے:

1. (کفر العناد)یعنی دینِ حق پہچاننے کے باوجود جان بوجھ کر ضد اور ہٹ دھرمی کی وجے سے اسے قبول نہ کرنا۔
2. (کفر الانکار والتکذیب)یعنی زبان یا دل سے دین یا دین کی کسی قطعی بات کو انکار کرنا۔
3. (کفر الاستکبار)یعنی دینِ حق پہچاننے کے باوجود تکبّر کی وجے سے اسے انکار کرنا۔
4. (کفر الجحود)یعنی دل سے سچے دین پہچاننے اور یقین کرنے کے باوجود زبان سے انکار کرنا۔
5. (کفر النفاق)یعنی دل سے دینِ حق کو انکار کر کے صرف ظاہراً اسے ماننا۔
6. (کفر الاستحلال)یعنی شریعت کے کسی حلال کو حرام اور حرام کو حلال سمجھنا۔
7. (کفر الکرہ والبغض)یعنی دین یا دین کی کسی مستند بات کو ناپسند اور نفرت کرنا۔

8. (کفر الطعن والاستہزاء) یعنی دین کی کسی بات کو لیکر مذاق اڑانا اسکی بے حرمتی کرنا یا اسلام کے کسی قانون کی مذمت، لعن وطعن یا عیب نکالنا۔
9. (کفر الاعراض) یعنی دین سے مکمل دوری، بے رخی، اعراض، کنارہ کشی، بے پروائی اور الگ تھلک رہنا، مطلب مؤمن ہونے کیلئے بنیادی ضروری چیزوں کا بھی علم نہ رہنا۔ نہ سیکھنا۔ یا قبول نہ کرنا۔ جیسے مسلمان کے گھر میں جنم لینے والے کسی شخص کو اسکے والدین نے اسے کبھی ایمان واسلام سیکھایا ہی نہیں اور وہ خود بھی اسے سیکھا نہیں۔

*انسانی اعضاء کے کچھ افعال ایسے ہیں جنہیں شریعت مطہرہ نے بڑا کفر، کفرِ اکبر قرار دیا ہے۔ اور اسکے کفر ہونے کیلئے اسے حلال سمجھنا یا رد یعنی شرعی قانون کے انکار کرنے کی کوئی شرط عائد نہیں کی جیسے:

- سورج یا کسی مورتی کو سجدہ کرنا۔
- اللہ تعالیٰ، دین، شریعتِ مطہرہ یا کسی بھی نبی ورسول کی شان میں گستاخی، بے حرمتی یا انکو برا بھلا کہنا۔
- شریعت مطہرہ کی کسی ادنی سی ادنی چیز کا بھی مذاق اڑانا، اسے حقیر یا گھٹیا سمجھنا۔
- کوئی ایسا آئین بنانا یا نافذ کرنا جسکی اجازت (licence) اللہ نے نہ دیا ہو۔ وغیرہ۔

اس طرح کے کفرِ اکبر میں مبتلا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، اگرچہ وہ اسے حلال نہ سمجھتا ہو بلکہ حرام و ناجائز ہی سمجھتا ہو۔

*ہم یقین کرتے ہیں کہ ذیل میں مذکور ہر ایک فعل کفر اور شرک اکبر ہے۔

1. توحید یعنی وحدتِ باری تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر کسی اور کو شریک کرنا۔
2. یہود ونصاریٰ، ہندو وبدھ یا اس طرح کے کسی کافر اصلی کو کافر نہ سمجھنا یا انکے مذہب کو باطل نہ ماننا یا انکے بطلان پر شک وتردد کرنا۔
3. سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے کسی آئین سے بے زار رہنا۔
4. اس آسمانی شریعت کے کسی آئین و قانون سے دوسری کسی شریعت، نظریات یا آئین کو افضل وبرحق یا زیادہ کامل سمجھنا۔
5. شریعتِ مطہرہ کے کسی آئین سے نفرت یا اس کی مذمت کرنا۔
6. شریعتِ مطہرہ کی کسی چیز کو لیکر مذاق اڑانا۔
7. کفر وشرک کے ذریعے جادو کرنا۔
8. مسلمانوں کے خلاف کفار ومشرکین کی مدد کرنا۔
9. اس شریعت کو مکمل نہ سمجھنا اس میں اضافہ وترمیم کی ضرورت ہے، گمان کرنا۔

10. دین اسلام سے مکمل اجتناب، کنارہ کشی، بے رخی، دوری یعنی مسلمان ہونے کیلئے بنیادی ضروری باتوں سے بھی لاعلم رہنا۔ نہ سیکھنا یا قبول نہ کرنا۔ جیسے، مسلمان کے گھر میں پیدا ہونے والے کسی شخص کو اس کے والدین نے کبھی دین اسلام سیکھایا نہیں اور وہ خود بھی اسے سیکھا نہیں۔

ان جیسے نواقضُ الایمان یعنی ایمان توڑنے والی باتوں میں سے کسی ایک میں بھی مبتلا شخص اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

*"کوئی شخص تب تک کافر نہیں ہوگا جب تک وہ اپنے دل سے انکار نہ کریں" یہ بات نوایجاد اور بدعت ہے۔

*دورِ حاضر کے مرجئہ اور جہمیہ فرقے کے عقیدے سے ہم اپنے آپ کو بری اعلان کرتے ہیں۔ جنکا عقیدہ ہے کہ کفر صرف دل سے انکار اور جھٹلانے میں منحصر ہے، دل میں یقین برقرار رہنے کی حالت میں قول و فعل کے ذریعے کبھی کوئی کافر نہیں ہوتا۔

نفاق:

*ہم یقین کرتے ہیں کہ منافق کافر سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ وہ دوزخ کی سب سے گھٹیا اور ہولناک جگہ میں رہینگے۔

*ہم یہ بھی یقین کرتے ہیں کہ نفاق دو قسم پر ہے:

۱۔ نفاقِ اعتقادی یعنی دِلی نفاق۔ اسے بڑا نفاق کہتے ہیں۔

۲۔ نفاقِ عملی یعنی فعلی نفاق اسے چھوٹا نفاق کہتے ہیں۔

۱۔ نفاقِ اعتقادی یا بڑا نفاق: اس میں منافق شخص بہ ظاہر اسلام کو ظاہر کرتا ہے پر دل میں کفر چھپائے رکھتا ہے۔ اس طرح کے نفاق انسان کو مکمل طور پر دین سے نکال دیتا ہے۔

ذیل میں مذکور ہر باتیں یعنی بڑا نفاق ہے:

- حضور ﷺ یا ان کی لائی ہوئی شریعت کی کسی بھی بات کی تکذیب کرنا۔
- حضور ﷺ پر یا ان کی لائی ہوئی شریعتِ مطہرہ کی کسی بات سے نفرت یا عداوت رکھنا۔
- ان کی لائی ہوئی شریعت کی شکست سے خوش اور فتح سے ناخوش ہونا۔ یا تکلیف محسوس کرنا۔ وغیرہ۔

۲۔ نفاقِ عملی یعنی چھوٹا نفاق: دل میں ایمان رکھنے کے باوجود منافق جیسی حرکت کرنا جو کفرِ اکبر نہیں ہیں ۔جیسے، آپسی تناؤ جھگڑے میں گالی گلوج بکنا۔ بات بات پر جھوٹ کہنا۔ وغیرہ۔ اس نفاق سے انسان دائرہ اسلام سے خارج تو نہیں ہوتا، پر سنگین جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔

باطل نظریات:

*ہم ذیل میں مذکور تمام نظریات کو اور انکے مشابہ پچھلے اور بعد کے تمام نظریات کو صریح کفر ٹہراتے ہیں:

- جمہوریت (Democracy)
- اشتراکیت (Communism / Socialismg)

- قومیت / وطنیت(Nationalism)
- لادینیت / سیکولرزم(Secularism)
- آزادخیالی(Freemindism)
- غیر نسل پرستی(Liberalism)

جمہوریت(Democracy)

جمہوریت کہتے ہیں عوامی ووٹ سے انتخاب شدہ ممبرانِ پرلیمینٹ کے ذریعہ حکومت چلانے کے نظام کو۔اس میں حاکمیتِ اعلیٰ و اقتدارِ اعلیٰ عوام کیلئے محفوظ رہتا ہے۔اوراس کا عملی نفاذ ممبرانِ پرلیمینٹ کی قانون سازی کے ذریعہ ہوتا ہے۔جمہوریت میں اللہ کی شریعت اوراسکے قوانین کی کوئی اہمیت نہیں ہیں۔چناؤمیں جیتاہواعوامی نمائندہ اور ممبرانِ پرلیمینٹ جو آئین و قوانین بنائے یانافذ کریں بس وہی آئین ہے اسی کو ماننا پڑیگا۔ شریعت مطہرہ اس بارے میں کیا کہتی ہے وہ اس نظام جمہوریت میں قابل التفات نہیں۔جمہوریت کی بنیاد"فصل الدین عن الدولہ" کے اصول پر کھڑی ہے یعنی دین کو ملک وسیاست سے دورر کھنا۔اسی لئے جمہوریت کانعرہ ہے"دھرم چاہے کوئی سا بھی ہو پر ملک سب کیلئے برابر ہے"حکومت کے ساتھ مذہب کاکوئی تعلق نہیں" وغیرہ۔عوام یاعوامی نمائندے ہی تمام تراختیارات کامالک ہے۔انکے خیالات اوررائے ہی کو حتمی قانون ماناجاتاہے۔یہ لوگ اپنی خواہشات کے مطابق اللہ کے آئین کوبدلتے رہتے ہیں۔حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرتے ہیں۔جیسے:

ا۔ اللہ رب العزت نے چوری کی سزا قطعِ ید مقرر کیا۔پر نظام جمہوریت میں اس سزاکو جیل، جرمانہ میں تبدیل کردی گئی۔یہ اللہ کے قانون کوبدلنے کی ایک مثال ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کیا، اور سود خوروں کے ساتھ جنگ کا اعلان کیا۔پر جمہوری نظام میں سودی بنکاری اور لین دین کی اجازت دی گئی۔اس کیلئے لیسنس(license)دیا گیا۔پورے اقتصادی ڈھانچے کواس پر قائم کیا گیا۔یہ حرام کو حلال کرنے کی مثال ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے جہاد کو فرض قرار دیا۔پر جمہوری نظام میں اسے دہشت گردی اور انسانیت کے خلاف سنگین جرم قرار دیا گیا۔یہ حلال کو حرام کرنے کی مثال ہے۔

اس طرح قوانینِ الٰہی کو بدلنا یا حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرانا صریح شرک اور کفر اکبر ہے۔مثلاً اگر کوئی حکومت یہ آئین نافذ کریں کہ "اللہ تعالیٰ کی شریعت میں اگرچہ عصر کی چار رکعت نماز فرض ہے۔اور ہم اس سے انکاری بھی نہیں، پر ابھی سے ہمارے ملک میں عصر کی نماز دو رکعت ہو گی۔چاررکعت پڑھنا قابل تعزیر جرم ہے"۔توایسی حکومت (حاکم اور منسلک افرادے)بلا شک وشبہ کافرہے۔شریعت کے آئین یعنی "عصر کی نماز چار رکعت فرض ہے"، اقرار کرنے کے باوجود بھی وہ کافرہیں۔جو لوگ نماز کے آئین کوبدلتے ہیں

وہ، اور جو زنا، چوری وغیرہ جیسی شریعت کی مقرر کردہ قطعی سزا کو بدلتے ہیں اِن دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ سب کے سب کافر اور مرتد ہیں۔

ثانیاً۔ جمہوری نظام حکومت میں احکم الحاکمین اللہ رب العزت کی اطاعت کو ترک کیا جاتا ہے۔ انکے نازل کردہ دین و شریعت کے آئین کو رد کر کے اس کی جگہ طواغیت، شیاطین اور غیر اللہ کی اطاعت، عبادت اور فرمابرداری کی جاتی ہے۔ انکی اپنی سوچ و بچار، خیال و خوشی اور خواہشات پر مبنی آئین و قانون اور رسم و رواج کو ثقافت اور ضابطۂ حیات کے طور پر قبول کیا جاتا ہے۔ قانون اور آئینِ الٰہی کو بدلنے کی طرح، اس جیسے انسان ساختہ آئین (دستور) کو ضابطۂ حیات کے طور پر قبول کرنا بھی صریح شرک اور کفر اکبر ہے۔

*جو لوگ شرعی نظامِ حکومت کو چھوڑ کر اس جیسے خود ساختہ نظام حکومت کی تدوین و تنفیذ کرتے ہیں، وہ سب کافر ہیں۔

*اسی طرح شریعتِ محمدی ﷺ کو چھوڑ کر اس نظامِ حکومت کے ذریعہ جو سب حکام (سرکار) حکومت کرتے ہیں وہ بھی کافر ہیں۔

*سرکاری وزراء، ممبرانِ پرلیمینٹ، اور قانون سازی کرنے والے ادارے سے منسلک افراد میں سے جو لوگ بھی اس کفریہ آئین بنانے یا نافذ کرنے میں ملوث ہیں، وہ بھی کافر ہیں۔

*جو سب سیکورٹی دستے طاقت کے بل بوتے اس کفریہ نظام حکومت کو عملا نافذ کرتے جارہے ہیں، اسکے بچاؤ اور پاسبانی کر رہے ہیں، اسکی حفاظت میں ہمہ تن مصروف عمل ہے، وہ بھی کفر اکبر میں مبتلا ہیں۔

*اس نظام حکومت کی حقیقت واضح ہو جانے کے باوجود جو لوگ اس پر راضی، اسکی حمایتی، اسکی طرف دعوت دے، اور عوامی قوت یا مالی اعانت کے ذریعہ یا کسی اور طریقے سے اسکی مدد کرے، قوت بڑھائے، ان سب پارٹیوں کو اپنا ووٹ دے، وہ بھی کفر اکبر میں مبتلا ہے۔

یاد رہے کہ! ان تمام علتوں کی بنیاد پر کسی کو متعین کر کے اس پر کفر و ارتداد کا حکم لگانے کیلئے بہت سی جگہوں میں جہالت، تاویل وغیرہ جیسے موانع تکفیر یعنی متعین تکفیر کو روکنے والے اعذار کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ محقق علمائے حق ہی اس بارے میں فیصلہ دینے کا اختیار رکھتے ہیں، عوام کیلئے ضروری ہے کہ وہ علمائے دین کی اتباع کریں۔

اشتراکیت (communism/Socialism)

اشتراکیت ایک مادیت پرست نظریہ ہے، جسکی بنیاد مکمل لادینیت والحاد پر کھڑی ہے۔ اسکے بانی اول کال ماسک ایک یہودی تھا اور اسے مدد فراہم کرنے والا فریڈریخ اینگلس تھا۔ پوری انسانی تاریخ اور اسکی نقل و حرکت کو "درجہ بندی تحریک" کی نگاہ سے دیکھنا۔ اس نظریہ کے بنیادی اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کو انکار کرنا، تمام انبیاء اور رسولوں علیہم السلام کو جھوٹلانا، تمام مذاہب سے کفری کرنا، مذہبی تمام عقائد اور اسکی بتائی ہوئی تمام

باتوں کو انکار کرنا، مذہب اور اسکے ساتھ متصل تمام امور کو وہ اقتصادی ترقی کے منافی سمجھتے ہیں۔اسکے بانی کال ماسک نے مذہب کو آفیم کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ یہ نظریہ شخصی ملکیت کو انکار کرتا ہے۔اور ہر چیز کو سرکاری املاک شمار کرتا ہے۔اس نظریہ کی کفری ہونا سب ہی کو پتا ہے۔

قومیت / وطنیت(Nationalism)

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو تقسیم کی ایمان وکفر کی بنیاد پر۔تمام ایماندار مسلمان ایک قوم ایک ملت ہے،اور تمام کافر غیر مسلم دوسری قوم دوسری ملت ہے۔ مسلمان چاہے دنیا کے کسی بھی خطے میں ہو،کسی بھی قبیلہ و خاندان یا زبان و رنگت سے ہو، وہ سب آپس میں ایک دوسرے کا بھائی ہے۔ایک دوسرے کے ساتھ ایمانی رشتے اور اسلامی بھائی چارگی کے بندھن میں بندھے ہوئے ہیں۔ ان کے آپس میں پیار ومحبت اور دوستی کا تعلق رکھنا ضروری ہے ۔ایک دوسرے کی مدد کرنا،ایک دوسرے کا بچاؤ کرنا،کافر و مشرک سے حفاظت کرنا،انکے خلاف آپس میں ایک دوسرے کی مدد ونصرت کرنا بھی ضروری ہے۔

دوسری طرف غیر مسلم سے محبت رکھنا،ان کے ساتھ دوستی کا رشتہ قائم کرنا بلکل منع ہے۔زیادہ سے زیادہ انکے ساتھ انسانی ہمدردی کی کچھ مشروط گنجائش ہے۔الغرض اسلام میں " الولاء والبراء " (دوستی ودشمنی) ایمان و کفر کی بنیاد پر قائم ہے۔اسے اگر قومیت یا وطنیت کہا جائے تو اسلام اس قومیت کی اجازت دیتا ہے۔اور اسے ہم اسلامی قومیت کہہ سکتے ہیں۔ جسکی بنیادی روح ایمان وکفر ہو گی۔

پر موجودہ قومیت کی بنیاد ملک، زبان، قبیلہ، خاندان، نسل، علاقہ، شہر، رنگ، رنگت، تعلیم، تہذیب اور رسم و رواج پر قائم ہے۔ انکے ولاء اور براء یعنی پیار ومحبت، دوستی و دشمنی، اتفاق واختلاف ان بنیاد پر ہی قائم ہے۔وہاں نہ ایمان وکفر میں کوئی فرق ہے اور نہ ہی مسلم و غیر مسلم میں کوئی تفاوت ہے۔مسلمان وکافر، یہود ونصاری، ہندو وبدھ، ناستک ومرتد کسی میں کوئی فرق کوئی تفاوت نہیں ہے۔جب تک وہ ایک ملک، ایک قوم، ایک زبان میں بولنے والے ہیں تب تک ان سے محبت رکھنا، انکی مدد کرنا، حق وناحق سب کچھ میں انکا حامی بنے رہنا ہے۔انکے رسم و رواج، طور وطریقے، ارادہ وعزم، اور طرز زندگی ان سبب چیزوں کو محفوظ رکھنا۔کیا سچ کیا جھوٹ، کیا حق کیا باطل، کیا حقیقت کیا خرافت، کیا شریعت تسلیم کرتی ہے یا نہیں، یہ سب باتیں یہاں بلکل بے فائدے اور بے مطلب ہے۔اسی طرح اس قومیت کی بنیاد پر شریعت مطہرہ کے آئین کو بدلا جارہا ہے۔ حلال، حرام اور حرام، حلال ہو رہا ہے۔

یاد رہے کہ! دورِ حاضر کی قومیت کی حمایتیوں کا مقصدِ اصلی دنیا سے اسلام اور مسلمانوں کی حکومت کو مٹا دینا ہے۔اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے مسلمانوں کے آپسی اتحاد کو پارہ پارہ کر کے انکو آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بنا کر کچھ کمزور اور جڑ سے کٹی ہوئی قوم میں بدل دیا گیا ہے۔قومیت کی آڑمیں ہی اہلِ مغرب اسے کرنے پر قادر ہوا۔ملک، قبیلہ، خاندان، علاقہ، زبان، رنگ و رنگت، تہذیب جہاں پر جو ہاتھ لگا موقعے کا

فائدے اٹھا کر ایک متحد و متفق قوم کو مختلف ٹکڑے میں بانٹ کر رکھ دیا۔ محبت اور بھائی چارگی کے بجائے آپس میں حسد، کینہ، نفرت اور دشمنی پیدا کر دیا۔ ہر ایک کو محدود احاطے میں رکھ کر باقی پوری امت سے بے خبر یا پھر انکے دشمن میں بدل دیا۔ نتیجتاً اہلِ اسلام آپس میں ایک دوسرے کی مدد و ہمدردی کرنے کے بجائے ایک دوسرے کے خلاف میدانِ جنگ میں اتر آئے۔ یہ قومیت اسلام مخالف نو ایجاد ایک کفریہ نظریہ ہے۔ جو لوگ اس نظریہ کی تنفیذ کرتے ہیں، پھیلاتے ہیں، حمایت اور اسکے لئے زندگی کو داؤ میں لگاتے ہیں، تو ہم انہیں کفریہ کام میں مبتلا سمجھتے ہیں۔

لادینیت (Secularism)

سیکولر کا معنیٰ ہے غیر جانبدار۔ سیکولرزم کا مطلب ہے کسی بھی دھرم کی جانبداری نہیں۔ یعنی ہر دھرم سے دوری اور لا تعلقی کا اظہار کرنا۔ سیکولرزم ایک ایسا نظریہ ہے کہ جس کی اصل اصول ہے سیاست، تعلیم و تہذیب وغیرہ مذہب سے آزاد ہو۔ سیکولرزم اس نظریہ کا حامل ہے کہ جس میں یہ کہا جاتا ہے کہ انسان کی نقل و حرکت اور آراء خصوصاً سیاسی آراء و اقوال کسی بھی مذہبی عقیدے پر قائم نہیں ہونا چاہئے۔ الغرض سیکولرزم کا مرادف لفظ لادینیت ہے۔

یہ سیکولرزم قومی زندگی پر جس طرح ہو سکتی ہے اسی طرح شخصی زندگی میں بھی ہو سکتی ہے۔ کسی بھی ملک کا سیکولر ملک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس ملک کے حکومتی نظام مذہبی ضوابط و قواعد سے بالکل آزاد اور بری ہے ۔ مذہب کے ساتھ ملک اور ملکی آئین و قانون، قواعد و ضوابط کا کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی ان چیزوں کے ساتھ مذھب کا کوئی تعلق ہے۔ دھرم ہر انسان کی شخصی اور گھریلو زندگی تک محدود رہے گا۔ اور حکومت چلے گی عوام اور عوامی نمائندوں کی آراء و اقوال پر بنے ہوئے آئین کے ذریعے۔ مذہب کو سیاست سے دور رکھا جائے گا۔ ملی زندگی میں مذہبی امور پر عمل کلیتاً ممنوع ہے۔ نظام حکومت یا حکومتی کوئی آئین دین اسلام کے مطابق ہونا سراسر سیکولرزم (لادینیت) کا خلاف ہے ۔ "مذہب کوئی سا بھی ہو ملک سب کا ہے" اس نعرہ سے یہی مراد ہے۔

کسی شخص کا سیکولر ہونے کا مطلب ہے کہ وہ کسی بھی مذہب کا پیروکار نہیں ہے۔ اس کی زندگی دھرم سے آزاد ہے۔ نہ وہ اسلام کا پیروکار ہے نہ کسی اور مذہب کا۔

یاد رہے کہ! سیکولرزم کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ قومی مذہب اسلام اور حکومت شریعت کے مطابق چلے گی، ہاں اس میں دیگر مذاہب بھی پر امن طریقے سے مانا جا سکتا ہے۔ جیسے کہ بعض گمان کرتے ہیں، سیکولرزم کا بانی اسکے ماننے والے سمیت کسی بھی معتبر ادارے کے نزدیک یہ تعریف معتبر نہیں۔

* انسانی زندگی کی ہر سطح پر خواہ ملکی ہو یا شخصی سیکولرزم کو ہم کفر سمجھتے ہیں ۔ یہ سیکولرزم دورِ حاضر میں کفار کے ایجاد کردہ چند نظریات میں سے ایک ہے۔ شریعت مطہرہ میں اسکی کوئی گنجائش نہیں۔ زندگی کی ہر سطح پر

شخصی، ملی، سماجی اور بین الاقوامی ہر جگہ میں اللہ کے نازل کردہ اسلامی شریعت کو حاکمیتِ اعلیٰ کے درجے میں رکھنا ہے۔انسانی زندگی کے ہر شعبے میں صرف اسلامی شریعت ہی قابل اطاعت و اتباع ہے۔پر ہاں اس عقیدے کے ساتھ ساتھ شریعت مطہرہ میں کفار کیلئے جو شرعی حقوق متعین ہے، ہم اسے بھی تسلیم اور اسکی ادائیگی کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

جو لوگ سیکولرزم کی دعوت، حمایت اور اسکے لئے جنگ لڑ رہے ہیں ہم ایسے لوگوں کو کفر اکبر میں مبتلا سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ اللہ کی شریعت کے علاوہ ایک نیا نظریہ کو قبول کر لیا ہے۔

آزادخیالی(Freemindism)

* آزاد خیال، اس نظریہ میں کسی بھی انسان کو کسی بھی موضوع پر کسی بھی سوچ وبچار اور رائے دینے کی مکمل آزادی اور اختیار ہوتا ہے۔چاہے وہ دین اسلام کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔کفر، شرک، الحاد، دہریت جو بھی ہو۔مثلا ہم جنس پرستی، اللہ کے وجود سے انکار، شریعت کے کسی آئین کو پس ماندہ، ناقابل عمل ثابت کرنا وغیرہ کا اختیار ہے، یہ آزادانہ خیال کی ترجمانی کرنے والے دعوی کرتے ہیں۔پر اسلام کہتاہے کہ کسی بھی امور پر رائے دینے میں ہر شخص شریعت مطہرہ کی مقرر کردہ حدود کے پابند ہے۔اسی لئے آزاد خیال نامی نظریہ صریح کفر اکبر ہے۔

اس نظریہ کو ماننے والا شخص یقیناً اسلام کے دائرے سے خارج ہو جائے گا۔

غیر فرقہ پرستی/نسل پرستی۔(liberalism)

* غیر فرقہ پرستی نظریہ میں سماجی اور ملی زندگی کی ہر جگہ میں مسلمان، کافر اور مشرک کو ایکساماناجاتاہے۔مذہبی لحاظ سے تفریق اس نظریہ میں ممنوع ہے۔یہ نو ایجاد نظریہ بھی سراسر اسلام مخالف ہے۔اسلام کے "الولاء والبراء" یعنی مسلمانوں سے دوستی اور کفار سے دشمنی، عقیدے کے خلاف ہے۔شریعت مطہرہ نے مسلمانوں کے ساتھ محبت، شفقت، نرمی، اتحاد و نصرت، اور کفار کے ساتھ نفرت و دشمنی کا حکم دیا ہے۔مسلمانوں پر غیر مسلموں کی ہر طرح کی قیادت واختیارات ممنوع قرار دیاہے۔کوئی بھی کافر کسی بھی حال میں مسلمانوں پر راج نہیں کر سکتا۔انکے امام، حاکم، سرکار، امیر یا قاضی کچھ بھی نہیں بن سکتا۔یہاں تک کہ مسلمانوں کے امام، حاکم، امیر یا قاضی کے انتخاب میں رائے دینے کا بھی انکو کوئی اختیار نہیں ہے۔ شریعت بلکہ اسلام قبول نہ کرنے پر انکو جزیہ دے کر ذلتی کے ساتھ مسلمانوں کے ماتحت رہ کر زندگی گزارنے کا موقع دیا گیاہے۔ایسی حالت میں انکی مذہبی رسومات، مذہبی مقامات اور گھروں تک محدود رکھنے کا حکم دیا ہے ،اور اسے قبول نہ کرنے پر مسلمانوں کیلئے ان کے خلاف لڑنے کو فرض کر دیا گیاہے۔

پر غیر نسلیت پرست نظریہ سراسر اس کے خلاف ہے ۔اس میں کافرو مسلم سب برابر ہے۔امام، حاکم، امیر یا قاضی ہونے کا حق جس طرح مسلمانوں کو ہے اسی طرح یہ حق کفار و مشرکین کو بھی

ہے۔ جس طرح مسلمانوں کو رائے دینے کا اختیار ہے اسی طرح کفار و مشرکین کو بھی اختیار ہے۔ مسلمانوں کی عید جس طرح کھل کر منائی جاتی ہے اسی طرح ہندوں کا تہوار بھی کھل کر منایا جائے گا۔ پروگرام کے افتتاح میں جہاں قرآن شریف کی تلاوت ہوگی وہاں پر گیتا، بائبل کا بھی پاٹھ ہوگا۔ کسی بھی چیز میں مذہب کو لانا یا مذہب کی بنیاد پر تفریق پیدا کرنا اس نظریہ کے سخت مخالف ہے۔ اسی لئے یہ نظریہ بھی اسلام مخالف کفریہ نظریہ ہے۔

جدید اسلام (Digital Islam / Modern Islam)

* آج کی جمہوریت، قومیت، لادینیت، غیر فرقہ پرستی وغیرہ سمیت دیگر مغربی کفری نظریہ کے ساتھ اسلام کو تطبیق دینے کیلئے جدید فکری اور بین المذاہب مذاکراتی کانفرنس کے نام پر دین اسلام کو ملائم (مطابقت پزیر\حالت سے سمجھوتا) کرنے کی ناپاک کوششوں کو ہم سخت گمراہی اور خطرناک بدعت ٹھراتے ہیں۔ جو بعض دفعہ الحاد، زندیقیت اور کفر و شرک تک جا پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پسند فرمودہ یہ دین زمانے کے کسی بھی نظریات کی روشنی سے تبدیلی یا اضافہ و ترمیم یہاں تک کہ ملائم کرنے سے بھی بالاتر ہے۔ دیگر تمام نظریات، افکار، ثقافت اور رسم و رواج اسلام کے ساتھ تطابق رکھنے کیلئے بدلا جاسکتا ہے، پر اس غرض سے اسلام کو سلفِ صالحین کی تفہیمات سے ذرہ برابر بھی بدلنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

دینِ اسلام کو ملائم کرکے مغربی یا دیگر کفریہ نظریات کے ساتھ تطبیق دے کر "جدید اسلام" کو منظرِ عام پر لانے کی کوششیں در اصل کفار کی بہت گہری سازش ہیں۔ جو لوگ اس طرح کے گھناؤنے اور ناپاک کام میں ملوث ہیں وہ یا تو کفار کی ملازمت کرنے والے ایجینٹز ہیں یا پھر انکی سازش کے شکار ہیں۔ یہ لوگ صحیح معنی میں دین اسلام کو سمجھنے میں ناکام ہوئے۔ اور کفار کی چند روزہ شان و شوکت سے متاثر ہو کر اپنے دین کے بارے میں احساس کمتری کے شکار ہو گئے ہیں۔

تکفیر:

* تکفیر کے معاملے میں ہم افراط و تفریط سے ہٹ کر راہ اعتدال کو اختیار کرتے ہیں۔

* ہم اہل خوارج کے مذہب کو رد کرتے ہیں، جو مسلمانوں کو گناہِ کبیرہ کی بنا پر تکفیر کرتے ہیں۔ کسی بھی مسلمان کو گناہ کبیرہ کی بناء پر ہم تکفیر نہیں کرتے جب تک نہ وہ اس گناہ کو حلال سمجھے یا اس سے ایمان توڑنے والی باتوں میں سے کوئی بات پائی جائے۔

* ہم اہل ارجا کے مذہب کو بھی رد کرتے ہیں، جن کا کہنا ہے کہ "دل میں ایمان ہونے سے قول و فعل کے ذریعہ کبھی بھی کوئی کافر نہیں ہوتا"۔ یاد رہے کہ ! زمانہ ھذا میں بعض اھل السنہ والجماعت کے دعوی کرنے والے مرجئہ فرقہ کے عقیدہ اختیار کئے ہوئے ہیں کہ "دل میں ایمان کی وجہ سے قول و فعل کے ذریعہ کوئی کافر نہیں ہوتا"۔ ہم انکے قول کی تردید کرتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ اہل السنت والجماعت کے نزدیک کچھ باتیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی مسلمان اسے کہے یا کریں تو وہ قول و فعل اسے دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اگر چہ اسکے دل میں پورا پورا ایمان موجود ہو۔ مثلا، رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی، شریعت کی کسی بھی بات کا مذاق اڑانا وغیرہ۔

* بلا تحقیق اور صریح دلیل کے بغیر جلد بازی سے کسی کو تکفیر کرنا یا تکفیر کا حکم لگانا(جیسا کہ ارتداد کی بناء پر قتل۔)ہمارے منہاج میں نہیں ہے۔ کیونکہ توحید پر قائم کسی مسلمان کو قتل کرنا بہت ہی خطرناک بات ہے۔ غلطی سے کسی بھی بے گناہ مسلمان کا قتل، ہزاروں کافروں کو غلطی سے چھوڑ دینے کے مقابلے کمتر ہے۔ ساتھ ساتھ ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ واضح اور یقینی طور پر کسی کفر میں مبتلا شخص کو تکفیر کرنا بھی ضروری ہے۔ جس طرح صریح دلیل کے علاوہ کسی مسلمان کو تکفیر کرنا سنگین جرم ہے، اسی طرح حقیقی مرتد کو مرتد قرار نہ دینا اور اس کے ساتھ مسلمان جیسا برتاؤ کرنا بھی نقصان دہ ہے۔ کیونکہ کہ اس سے ایمان و کفر کی حدود کی پامالی اور دوسرے مسلمانوں کا اس کفر کو کفر نہ سمجھنے اور اس میں مبتلا ہونے کا سخت اندیشہ رہتا ہے۔

* ہم یقین کرتے ہیں کہ (تکفیر متعین) یعنی کسی خاص شخص واحد پر کفر کا حکم لگانے سے پہلے کچھ متعین شرطیں ہیں جو اس شخص کے اندر مکمل طور پر موجود ہو۔ اور کچھ موانع بھی ہے جو اس میں نہ پایا جاتا ہو۔ علم میں رسوخ رکھنے والے اہل حق علماء ہی خاص کر کے کسی متعین شخص پر کفر کا حکم لگانے کا حقدار ہیں۔ عوام کے لیے ان کی اتباع ضروری ہے۔

مثلاً شریعت کے خلاف آئین بنانا یا اسکے مطابق حکومت چلانا کفر اکبر ہے۔ جو اسکے مرتکب شخص کو دینِ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ ایسے لوگوں کو ووٹ دینا بھی دراصل ان کے کفری کام میں شریک ہونا ہے۔ پر اس علت کی بنیاد پر چناؤ میں شرکت کرنے والے ہر شخص کو ہم کافر قرار نہیں دیتے ہیں۔ جیسا کہ بعض جدید خوارج کرتے ہیں۔ کیونکہ اکثر ووٹ دینے والے جمہوری(Democracy) چناؤ میں شرکت کرنے کے حکم سے ناواقف ہیں۔ اسلئے پارلیمانی چناؤ میں ووٹ دینا کفر ہونے کے باوجود، عام طور پر ہر ووٹ ڈالنے والے کو ہم تکفیر نہیں کرتے۔ اسی طرح جو سب پارٹیاں اسلام کے نام پر جمہوری چناؤ میں شرکت کرتی ہیں۔ ان کو بھی ان کی تاویل کی وجہ سے ہم تکفیر نہیں کرتے۔ اگر چہ انکے ان کاموں کو ہم حرام اور کفر سمجھتے ہیں۔

اسکے علاوہ دیگر رفاہی تنظیموں کے الیکشن میں، شرکت کرنے والے چونکہ اس غرض سے شرکت نہیں کرتے کہ ان کے نمائندے اللہ کی شریعت کے خلاف آئین و قوانین بنائینگے۔ بلکہ یہاں وہ روزمرہ کی زندگی میں مختلف دنیاوی سہولیات اور ترقی کیلئے ووٹ ڈالتے ہیں، جیسے سٹی کارپوریشن یا میونسپلٹی الیکشن۔ اسلئے اس طرح کے انتخابات کو ہم کفر نہیں سمجھتے۔

* جو کافر کو کافر نہیں سمجھتا تو وہ بھی کافر ہے، اس بات کو ہم صرف تکفیر النص یعنی جن اقوام یا لوگوں کو قرآن و سنت نے صریح طور پر کافر ٹھرایا، میں مانتے ہیں۔ خوارج کی طرح اسے ہم تکفیر الاجتھاد میں درست نہیں

سمجھتے۔ جیسے پاکستانی حکومت کو مرتد قرار دینے کے باوجود اگر کوئی مسلمان کم علمی کی وجہ سے یا غلط تشریح کی وجہ سے اس حکومت کو مرتد تسلیم نہ کریں تو ہم اسے کافر نہیں کہتے۔ جیسا کہ جدید خوارج کرتے ہیں۔

موجودہ دور کے خوارج کے بارے میں ہمارا موقف:

* ہم جدید خوارج داعش سے بری الذمہ ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ انکے اعلانِ خلافت کو ہم صحیح نہیں سمجھتے۔ اور نہ ہی اس خلافت کے جواز کو۔

* پر ان کی تکفیری رویے کی وجہ سے ہم ان کو کافر نہیں کہتے۔ جب تک نہ ان میں ایمان توڑنے والی کوئی اور بات پائی جائے۔

* اہل مغرب، نصیری، بشار الاسد، ایران، روس، سمیت دیگر کفار و مرتدین کے خلاف ان کے حملے کو ہم صحیح سمجھتے ہیں جب تک کہ اس میں شریعت کے خلاف کچھ نہ ملے۔

* ہم انکے خلاف جہاد سے پہلے کفار و مرتدوں کے خلاف جہاد کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ پر اگر وہ ہم پر یا دوسرے کسی مسلمان پر حملہ کر بیٹھے تو ان کے حملے سے بچاؤ کی خاطر اور مسلمانوں کو قتل سے بچانے کیلئے انہیں روکنے کو ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ ایسے موقعے میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے کو ہم مناسب نہیں سمجھتے۔

حکام:

* مسلمانوں کیلئے شرعی امام و حکام کے خلاف بغاوت کو ہم جائز نہیں سمجھتے۔ جب تک نہ ان سے کفرِ بواح یعنی صریح کفر صادر ہو جسکے لئے ہمارے پاس اللہ کی طرف سے قطعی دلیل موجود ہے۔ شرعی امام و حکام جب تک ہمیں نیکی کا حکم کریں، تب تک ان کی اطاعت کو ہم فرض مانتے ہیں، پر برائی میں انکی اطاعت کو ہم ناجائز سمجھتے ہیں۔

* اسے طرح ہم یقین رکھتے ہیں کہ مسلمان حکام مرتد ہونے کی صورت میں خودکار طریقے سے وہ معزول ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد بھی وہ اگر جبراً اپنے منصب پر جمے رہے تو ان کے خلاف بغاوت کر کے انہیں ہٹا کر ان کی جگہ شریعت کو نافذ کرنے والا انصاف پسند مسلمان کو اپنا حاکم مقرر کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ اس بارے میں ائمہ اسلام سے اجماع منقول ہے۔

* ہم یقین کرتے ہیں کہ پاکستان یا اس جیسے دوسرے ملکوں کے حکمرانوں جو اللہ کی شریعت کے خلاف آئین و قوانین کے ذریعہ حکومت چلا رہے ہیں وہ کافر اور مرتد ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ:

* اللہ تعالیٰ کی توحید ربوبیہ کو رد کر کے خود کو رب کی جگہ میں بیٹھایا۔ آئین دینے کا حق جو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے کوئی اور دے نہیں سکتا۔ انہوں نے اسے اپنے لیے دعویٰ کیا ہے۔

* شریعت مخالف انسان ساختہ کفریہ آئین بنایا اور نافذ کیا۔ اور اسی آئین کو عوام پر مسلط کر دیا۔

* اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر عالمی طواغیت اور ائمہ کفر کے پاس فیصلہ مانگتے ہیں۔

* ایمان اور کفر کے درمیان جاری جنگ میں کفر کو اختیار کرتے ہیں۔اور مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کررہے ہیں۔

* جولوگ کافروں کی حکومت کے ماتحت کام کر رہے ہیں، کلی طور پر ان میں سے ہر ایک فرد کو ہم تکفیر نہیں کرتے۔ جیسا کہ تشدد پسند مکفرہ فرقے کرتے ہیں۔ ہم فقط ان لوگوں کو ہی تکفیر کرتے ہیں جو کہ اپنے قول و فعل کی وجہ سے کفرِ اکبر میں مبتلا ہے۔ جو لوگ کفری نظام اور کفریہ آئین و قوانین بنانے,رائج یا نافذ کرنے میں ملوث ہیں یا ان میں کوئی کفر بواح (صریح کفر) پایا جائے، تو ہم صرف ان لوگوں کو ہی تکفیر کرتے ہیں۔ اس کے برعکس جو لوگ ان جیسے کاموں میں ملوث نہیں ہیں ان میں اگر دوسرا کوئی کفر موجود نہ ہو تو ہم ان کو تکفیر نہیں کرتے۔ جیسے؛ مرتد حکومتوں کے بجلی، پانی یا وزارتِ صحت وغیرہ محکمے میں کام کرنے والے حکومتی عملے کو ہم تکفیر نہیں کرتے۔

* مرتد حکومتوں کی بری، بحری فوج، پولیس سمیت دیگر تمام مسلح افواج اور قانون نافذ کرنے والے ادارے کے لوگوں کو ہم (طائفہ مرتدہ ممتنعہ) سمجھتے ہیں۔یعنی یہ ایسی فوج ہے جسکے ہر ایک فرد کفری کام میں شریک ہے۔ لیکن یہ افواج اپنی طاقت کے بل بوتے ان کے بارے میں اللہ کے نازل کردہ شریعت کے آئین کو (جیسے ؛ مرتد کا قتل، اگر شریعت کے مقرر کردہ کوئی عذر ، موانع تکفیر نہ پایا جائے) ان کے اوپر لاگو کرنے میں رکاوٹ بن رہی ہیں۔ مسلمانوں کیلئے انکو پکڑ کر اچھی طرح جانچ پڑتال کر کے ان پر اللہ کی شریعت کے قانون کو نافذ کرنا ممکن نہیں ہو پا رہا ہے۔ اس فوج کا حکم مرتدوں کی مانند ہے۔ مرتدوں کی طرح ان کے ساتھ بھی قتال کیا جائے گا۔ پر ان میں سے اکثر کے اندر جہل، تاویل، وغیرہ جیسے؛ موانع تکفیر کی موجودگی کا غالب گمان ہونے کے باعث ان میں سے ہر ایک فرد کو متعین طور پر ہم تکفیر نہیں کرتے۔

اسی طرح ان افواج کے اہل خانہ کو بھی ہم تکفیر نہیں کرتے، جب تک کہ ان سے کوئی صریح کفر سرزد نہ ہو۔ انہیں قتل کرنا، ان کی املاک کو مالِ غنیمت قرار دینا ہم جائز نہیں سمجھتے۔

* جمہوری اسلامک (؟) پارٹیاں:

* جمہوریت اور اسلام میں تطابُق کسی بھی طرح ممکن نہیں ہے۔ جمہوری طریقے سے اسلام قائم کرنے کی کوشش ایک ناکام کوشش ہے۔

* بعض علماء کے غلط اجتہاد اور غیر معتبر فتویٰ کی وجے سے بہت سے لوگ اس ناپاک جمہوریت کا شکار بن گئے۔ اس طرح کے اسلامی جمہوریوں کو انکی تاویل (نصوص کی غلط تشریح، غلط استعمال یا حقیقت سے بے خبری جو تکفیر میں رکاوٹ ہے) کی وجے سے جمہوری نظام کے کفر میں ملوث ہونے کے باوجود ہم انکو تکفیر نہیں کرتے۔ پر ہم انکو غلط راستے پر چلنے والے اور انکے اس کام کو حرام سمجھتے ہیں۔ جمہوریت کا دھوکہ اور فریب انہیں

سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ صحیح راستے میں لانے اور انکے اس انقلابی جذبے کو اسلامی طریقہ اور جہاد کی راہ پر لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔

نفاذ شریعت:

* ہم یقین کرتے ہیں کہ پوری دنیامیں سرکاری سطح پر شریعت کو نافذ کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ خاص کر کے ان تمام ملکوں میں جہاں پہلے کبھی اسلامی حکومت تھی، اور وہاں اسلامی شریعت کا نفاذ تھا۔ لیکن بعد میں وہ کافر، مرتدوں کے قبضے میں چلے گئے۔

* ہم ان تمام مسلم ممالک کے عوام کو تکفیر نہیں کرتے جہاں شرعی آئین کا نفاذ نہیں ہے۔ جیسا کہ تشدد پسند مکفرہ فرقہ، خوارج کرتے ہیں۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ مسلم عوام ہمارے بھائی ہیں۔ ان کی جان ومال، عزت وآبرو کے نقصان کو ہم حرام سمجھتے ہیں۔ اگرچہ وہ فاسق، فاجر ہے۔ انکے حقوق کی ادائگی کو ہم واجب سمجھتے ہیں۔

* مسلمانوں کو کسی بھی طرح کے ظلم سے بچانے کو ہم اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ اور مجاہدین کو حتی الامکان اس ذمہ داری نبھانے کی پوری تاکید کرتے ہیں۔

* مسلمانوں کے ساتھ ہمارا تعلق دشمنی یا نفرت کا نہیں بلکہ محبت اور بھائی چارگی کا ہے۔ اصلاحی دعوت اورامر بالمعروف ونھی عن المنکر کے ذریعہ ہم ان میں دینی بے داری پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان سے شریعت کی خلاف باتوں کی اصلاح کر کے انہیں مکمل دین پر لانے اور قافلۂ جہاد کے ساتھ جوڑنے کی ہمہ وقت کوشش کرتے ہیں۔

جہاد فی سبیل اللہ:

* مرتد حکومت کو ہٹا کر اللہ کی زمین میں اللہ کی شریعت کے نفاذ اور حملہ آور کافروں سے مقبوضہ علاقوں کی بازیابی کیلئے جہاد فی سبیل اللہ کو آج ہم دنیا کے ہر قادر مسلمان پر فرضِ عین سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان دونوں وجے سے جہاد فی سبیل اللہ کا فرضِ عین ہو جانے پر اجماع ہے۔ اسلئے نماز، روزہ جس طرح فرض عین ہے اسی طرح موجودہ حالات میں جہاد فی سبیل اللہ کو بھی ہم فرض عین شمار کرتے ہیں۔

* لفظ جہاد سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اعلائہ کلمۃ اللہ یعنی زمین میں اللہ کے دین کو قائم ونافذ کرنے کی غرض سے قتال وجنگ کیلئے جان و مال کو قربان کرنا۔ اوراس قتال کو جاری رکھنے کیلئے جہاد کے متعلقات، موقوف علیہ اور معاون تمام امور بھی جہاد میں شامل ہیں۔ جیسے اسلحہ وفنڈ جمع کرنا، نئے مجاہدین کی تلاش اور بھرتی، عسکری تربیت سیکھنا وسیکھانا اور میڈیا کے کام وغیرہ۔

* معتبر کسی شرعی عذر کے علاوہ جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت نہیں کر رہے ہیں۔ یا مناسب تیاری نہیں لے رہے ہیں، انکو ہم فرض ترک کرنے کی وجے سے گنہگار سمجھتے ہیں۔ اگرچہ وہ دین کے دیگر شعبے میں بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں۔

*جو لوگ آج جہاد کو صرف اسکے لغوی معنی پر منحصر کرنا چاہتے ہیں، یا پھر قلمی جہاد، خدمت والدین کا جہاد یا دینی ادارے میں درس و تدریس کے ذریعے سے جہاد فی سبیل اللہ کی فرضیت اداء ہو جانے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہم انکے اس دعوے کو بے بنیاد، نو ایجاد، اختراع اور بدعت سمجھتے ہیں۔ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ کسی عادل کا عدل یا کسی ظالم کا ظلم اس جہاد کو بند نہیں کر سکتا۔ تا قیامت ہر زمانے میں ایک حق پرست جماعت حق پر قائم رہ کر جہاد جاری رکھے نگے۔

*اسی طرح جو لوگ خلیفہ، بادشاہ، یا حاکمِ وقت کی اجازت کے بغیر جہاد جائز نہیں ہے، دعویٰ کرتے ہیں، انکے اس دعوے کو بھی ہم گمراہی اور بدعت سمجھتے ہیں، جسکی شریعت میں کوئی دلیل نہیں۔ حضور ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلفِ صالحین میں سے کوئی بھی جہاد کے بارے میں اس طرح کی کوئی شرط عائد نہیں کی۔ اس کی اللہ کی شریعت میں کوئی وجود نہیں ہے۔ اس طرح کی باتوں کو شرط قرار دینا گویا اللہ کے احکامات کو معطل کرنے کے برابر ہے۔

*اسی طرح جہاد فی سبیل اللہ کیلئے مجاہدین کے پاس اپنا ملک ہو، دعوی کرنا، اس کو بھی ہم گمراہی اور بدعت سمجھتے ہیں۔ جس کی کوئی دلیل شریعت میں نہیں ہے۔ حضورؐ، صحابہؓ اور سلفِ صالحین میں سے کوئی بھی جہاد فی سبیل اللہ کیلئے اس طرح کی کوئی شرط نہیں لگائی۔ یہ بھی اللہ کی شریعت میں نہیں ہے۔ ایسی باتوں کو شریعت کی طرف منسوب کرنا گویا اللہ کے احکامات کو معطل کرنے کے برابر ہے۔

*اسی طرح جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ کیلئے مجاہدین کی تعداد دشمن سے آدھے ہونا شرط ہے، کہتے ہیں، ہم اسے بھی گمراہی اور باطل سمجھتے ہیں۔

فقہ کے بارے میں ہمارا نقطۂ نظر:

*فقہ کے حوالے سے ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اپنے اپنے مذہب و مسلک میں رہ کر مقامی معتبر و حقانی علمائے اسلام کا اتباع کرنا۔

*کتاب اللہ، سنتِ رسول، اجماع اور کتاب و سنت سے ائمہ مجتہدین کے معتبر قیاس کو ہم شرعی دلیل مانتے ہیں۔

*قابل تعظیم چار امام، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ و امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر تمام ائمہ مجتہدین کا ہم احترام کرتے ہیں۔ اور ان سے محبت رکھتے ہیں۔ انکو اپنے اسلاف مانتے ہیں۔ اور انکے راستے کی اتباع کرتے ہیں۔

*اگر مجتہد امام سے کسی اجتہادی مسائل میں غلطی ہو جائے تب بھی انہیں اپنے اجتھاد کا ثواب ملیگا۔ لیکن اگر محقق علمائے اسلام کے نزدیک انکے کسی اجتہاد قرآن و سنت کی روشنی میں غلط ثابت ہو تو ہم اسکے اتباع نہیں

کرتے۔ یہاں پر ہم ان کی عزت کو برقرار رکھتے ہوئے قرآن و سنت سے ثابت شدہ بات کی اتباع کرتے ہیں ۔اور قرآن و سنت کو نظر انداز کرتے ہوئے مجتہدین کی غلطی پر ان کی اندھی تقلید کرنے کو ہم گمراہی سمجھتے ہیں۔

*جو لوگ اجتہادی خطا پر ائمہ مجتہدین کی تنقید کرتے ہیں، الزام تراشتے ہیں، نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں ان کے ساتھ ہمارا تنظیمی کوئی رشتہ نہیں ہے۔ انکے ایسے کاموں کو ہم ناپسند کرتے ہیں۔

*اجتہاد کی صلاحیت واستعداد نہ ہوتے ہوئے بھی جو لوگ مجتہدین کی اتباع کئے بغیر خود ہی اجتہاد کرنے کی باتیں کرتے ہیں، ہم انہیں غلط راہ کے راہی سمجھتے ہیں۔

*اسی طرح جو لوگ مجتہدین کی اتباع میں دیگر ائمہ کی رائے کی توہین کرتے ہیں۔ اور دوسرے اماموں کے مذاہب کو اختیار کرنے کی وجہ سے لوگوں کو گمراہ قرار دیتے ہیں۔ ہم انکے اس کام کو افراط سمجھتے ہیں۔

*اجتہادی مسائل میں ہم کسی مسلمان کو گنہگار نہیں سمجھتے ہیں۔ اور نہ ان سے بیزاری اختیار کرتے ہیں۔

ہمارا منہج

منہاج کی غرض وغایت:

*انسان کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر ان کے خالق حقیقی اللہ رب العزت کی غلامی پر لانا۔ اور اس کے عملی نفاذ کیلیے اللہ کی زمین میں اللہ کے آئین کو نافذ کرنا۔

*مظلوم مسلمانوں کو کافروں کے ظلم وبربریت سے حفاظت کرنا۔ ان کی کھوئی ہوئی عزت کو واپس لانا۔

*مسلمانوں کی جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت کرنا۔ کفار کی قید سے مسلمان قیدیوں کو آزاد کرنا۔

*مسلمانوں کی زمین کی حفاظت کرنا۔ اور کفار سے اپنے مقبوضہ علاقے کی بازیابی کرنا۔

الغرض ہمارے منہاج کا نصب العین وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیا ہے اور جس مقصد کو سامنے رکھ کر تمام انبیاءؑ نے محنت کی ہے *جس کے حصول سے باقی تمام مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ہے توحید کے پرچم کو بلند اور کفر کے پرچم کو پست کرنا۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید قائم کرنا۔ دیگر تمام ادیان پر اللہ کے دین کو غالب وفاتح کرنا۔ خلافت علی منہاج النبوہ واپس لانا۔

جماعت:

*نفاذِ شریعت کے ہر پہلو کو سرانجام دینے کیلیے قافلہ بند ہونے کو ہم فرض سمجھتے ہیں۔ کیونکہ قافلہ بند ہونے کے بغیر کسی فرد واحد کی محنت ومشقت سے مکمل شریعت کو نافذ کرنا ممکن نہیں ہے۔

*ہم کہتے ہیں کہ مذکورہ قافلہ ملک، علاقہ، قبائل، زبان ونسل کی بنیاد پر قومیت یا وطنیت سمیت ہر قسم کی جاہلیت وتعصبانہ افکار سے پاک ہو۔ چند علاقے کی بجائے جنکی سوچ عالمی خلافت ہو، چند اقوام کے بجائے جن میں پوری امت مسلمہ کی فکر ہو۔

*اور ہم یہ بھی دعویٰ نہیں کرتے کہ صرف ہماری جماعت ہی (تنظیم قاعدۃ الجہاد) حق پر قائم ہے اور باقی تمام تنظیم باطل ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ ہماری محبت اور آپس میں تعاون کا رشتہ اپنی جماعت کا رکن و حمایتی ہونے کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ اس کی بنیاد ایمان و عمل صالح ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ ہر مسلمان کی زندگی میں مکمل دین کو واپس لانا، اور ان کو صالحین کی صفوف میں شامل کرنا۔

*ہم اپنی جماعت کو چند دائرے میں محدود نہیں رکھتے، بلکہ عالمی جہاد کے حصے ہونے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ اسلیئے ہم اپنے انداز میں انفرادی طور پر کام نہیں کرتے، بلکہ امارت اسلامی افغانستان کے ماتحت بین الاقوامی جہادی تنظیم "القاعدہ" کی شاخ بن کر کام کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ مبارک "امارہ" سال ہا سال سے عالمی جہاد کی صفِ اول میں ہیں۔ اسلیئے اس "امارہ" کو محفوظ و مستحکم کرنے کو ہم اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ اور علم السیر و علم الجہاد میں ان کی مہارت اور عملی میدان میں ان کے عرصۂ دراز کے تجربے کی روشنی میں کام کرنے کو ہم زیادہ محفوظ اور کارگر سمجھتے ہیں۔

*ہماری جماعت کے امراء نبوی علوم کے ماہر، انبیاء علیہم السلام کے حقیقی وارث، اہل حق، زمانے سے باخبر اور ہوشیار علمائے کرام ہیں، جو کتاب و سنت کی روشنی میں جماعت کی قیادت کرتے ہیں۔

*ہم اچھے برے، خوشی و غمی، تنگی و فراخی غرض ہر حال میں جماعت کے اراکین کیلئے امراء کی اطاعت کو فرض مانتے ہیں۔ جب تک وہ قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو۔

*ہماری جماعت کی اطاعت سے کسی شخص کے نکل جانے کو ہم دین اسلام سے نکل جانا نہیں سمجھتے، جیسا کہ موجودہ خوارج سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم ان کے لئے افسوس کرتے ہیں، اور ہمارے اس نیک کام میں پھر سے شامل ہونے کیلئے دعوت دیتے ہیں۔ اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوتے ہیں۔

*ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ مکمل دین کا نفاذ صرف ایسی جماعت کے ذریعہ ہی ممکن ہے جس جماعت کے اندر مندرجہ ذیل اوصاف موجود ہو:

- اخلاص، سمع، طاعت، ہجرت و جہاد۔
- محققین و ماہرینِ فن اہل علم کی قیادت و سرپرستی۔
- اللہ کے لئے خالص محبت، مسلمانوں کیلئے رحم دلی، (اگرچہ دوسرے مسلک یا تنظیم سے وابستہ ہو) کفار سے سختی۔
- تمام ملامت کرنے والوں کی ملامت کو پس پشت رکھ کر دین کے راستے میں ثابت قدمی۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں جن باتوں میں اختلاف رائے یا مختلف اقوال معتبر ہے۔ ان میں اختلاف کے باوجود ہم تمام مسلمانوں کے اور خاص طور پر مجاہدین کے اتفاق ہونے کو لازمی

سمجھتے ہیں۔ اسلئے ہم ہر قسم کے اختلافات و تنظیمی تنگ نظری سے بالاتر ہوکر شریعت کی روشنی میں اتحادو اتفاق کی طرف بلارہے ہیں۔ جو اتحاد، افراط و تفریط سے آزاد ہو۔

ہماری دعوت کا نصب العین:

*ایک مسلمان کے سامنے مکمل دین کو پیش کرنا، اور زمانہ کو مد نظر رکھتے ہوئے دینی تقاضے اور ضروریات کو واضح کرنا۔ خاص کر کے مسلمانوں کو کفر و شرک سے بچا کر توحید اور اللہ کی اطاعت پر قائم کرنا۔ ان کے کھوئے ہوئے جہادی جذبے، حاکمیت و قیادت کی سمجھ اور دین کیلئے قربانی دینے کی ذہنیت پیدا کرنا۔ رفتہ رفتہ انہیں مکمل دین کے متبع اور اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے مخلص مددگار و سپاہی بنانا۔

دعوت کا موضوع:

*توحید کا صحیح معنٰی واضح کرنا۔ یہ بات بالکل صاف کر دینا کہ اللہ ہی ہے جو آئین دینے والا ہے اور تمام طاقت کا مالک ہے۔ اور یہ توحید کا ایک اہم حصہ ہے۔ اقتدارِ اعلٰی صرف انہیں کیلئے ہے، اور کوئی بھی آپسی جھگڑا اور فساد میں شرعی آئین کے مطابق فیصلہ کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔

*الولاء والبراء کا گم شدہ عقیدہ کو واپس لانا۔ امتِ مسلمہ کے حصے ہونے پر فخر و احساس برتری کو پھر سے زندہ کرنا۔ اسلامی بھائی چارگی کو جاری کرنا۔ دنیا کے ہر مسلمان جو ایک جسم کی طرح ہے یہ ان کے دلوں میں بیٹھانا۔

*جمہوریت کی پلیدگی اور عبرت ناک انجام اور اس کے بر عکس شریعت کی خوبصورتی اور اچھے انجام کو سمجھانا۔ جمہوری سیاست و نظامِ حکومت اور شرعی خلافت و نظامِ حکومت میں آسمان و زمین کے فرق کو ان کے سامنے اجاگر کر دینا۔

*قومیت کے دھوکے، نقصانات اور حقیقت کو واضح کر دینا، یہ قومیت جو مسلمانوں کو اسلام سے کفر کی طرف لیجارہی ہے، مسلمانوں کو نا قابل تلافی نقصانات کی طرف دھکیل رہی ہے یہ انکے سامنے صاف کر دینا۔

*مسلمانوں کے خلاف صیہونی، صلیبی سازشیں اور دشمنی کے بارے میں انکو آگاہ کرنا۔ مسلمانوں کے فروعی اختلافات یا جزوی امور پر مختلف آراء کو زیادہ نہ چھیڑ کر بلکہ قرآن و سنت اور حالات حاضرہ میں کافروں کی عداوت و دشمنی کے پہلو کو دلائل و مثالوں کے ذریعہ سے واضح کرنا۔

*امریکا، اسرائیل، روس، فرنس، برطانیہ، چین اور بھارت سمیت دیگر تمام کفریہ طاقتیں دنیا بھر میں مسلمانوں پر جو ظلم و ستم ڈھارہی ہیں، صحیح اور معتبر تاریخ کے حوالوں سے ان داستانوں کو ان کے سامنے پیش کرنا۔ اور ہمارے مسلم ممالک کے حکام بھی جو اس بارے میں مسلمانوں کے بجائے کفار کی مدد کر رہے ہیں، یہ لوگ مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت کرنے والے نہیں ہیں بلکہ ان کے خون کے پیاسے ہیں، دلائل اور تاریخ کی روشنی سے ان کے سامنے ان باتوں کو واضح کر دینا۔ اور ان کے ارتداد کو شرعی اور عقلی دلائل کے ذریعے بالکل عیاں کر دینا۔

*مرتد حکومت کے خلاف مسلمانوں کے ایمانی جذبے کو بیدار کرنا۔اور بغاوت کیلئے انہیں اکٹھا کرنے کی کوشش کرنا۔

*مظلوم مسلمانوں کی مدد کیلئے انہیں ابھارنا، مظلوم مسلمانوں کی جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت کی غرض سے مجاہدین جو اللہ کے راستے میں اپنی جان ومال کی قربانی پیش کر رہے ہیں، اسے بتانا۔ تاکہ مسلمانوں کو پتہ چل جائے کہ کون ان کے حقیقی دوست ہے اور کون حقیقی دشمن ہے۔

*علمائے سوءیعنی مفاد پرست سرکاری مولویوں کی حقیقت اور ان کے اصلی چہرے کو بے نقاب کر دینا۔ان کے دھوکے سے لوگوں کو آگاہ کرنا۔ ان سے اور جو میڈیا ان کی گمراہی کو پھیلاتا ہے ان سب سے مسلمانوں کو دور رکھنے کی کوشش کرنا۔

*اسلام، امتِ مسلمہ، جہاد اور مجاہدین کے خلاف دجالی میڈیا کے پروپیگنڈے اور سازشوں کا پردہ چاک کرنا۔

اعداد (تیاری):

*حالتِ حاضرہ کے پیشِ نظر آج ہر قادر مسلمان پر جہاد فرض عین ہے۔اوراس فرض کی ادائیگی کیلئے عسکری تربیت کے ساتھ ساتھ جتنی بھی قسم کی تیاریاں ضروری ہے، قدرت اور ضرورت کے مد نظر ہر مسلمان پر فرض ہے۔

*اسی غرض سے نفاذِ شریعت کے اس قافلے کو عسکری اور دیگر تیاریوں میں اپنی قدرت کے مطابق طاقت خرچ کرنا ضروری ہے۔اس میں تھوڑی سی بھی کوتاہی کرنے کی گنجائش نہیں۔

*شروع شروع میں عسکری تیاری خوب احتیاط، ہوشیاری اور خفیہ طریقے سے حاصل کریں۔

ہمارے عسکری اہداف اور سب سے پہلا دشمن:

*فنِ حرب اور جنگی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے آج میدانِ جنگ میں ہمارا سب سے اول دشمن اور اہداف یہ ہیں:

۱: ہمارا ہدف اولین وہ تمام ائمۃ الکفر جو بین الاقوامی طور پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں قیادت کر رہے ہیں۔اور وہ ہے امریکہ، اسرائیل، فرنس، روس، برطانیہ سمیت تمام مغربی صیہونی، صلیبی اور ان کی تنظیم "نٹو"۔ آج ہم ان کے فائدے کی جگہوں پر وار کرنے کو اپنے سب سے مقدم ذمے داری سمجھتے ہیں، دنیا بھر کے کسی بھی کونے میں ہم ان کے فائدے پر وار کرنے کیلئے تیاری لیتے ہیں۔

۲: مغربی صیہونی، صلیبی گروہ اور ائمۃ الکفر کے بعد ہمارا دوسرا ہدف وہ ہے جو اس خطے میں مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھا رہے ہیں، امت کی جان ومال پر حملہ کر رہے ہیں۔ جیسے؛ بھارتی ظالم حکومت جس کے ساتھ امریکہ اور اسرائیل کی دوستی دن بدن گہری ہوتی چلی جا رہی ہے۔ یہ حکومت کشمیر، بھارت

اور بنگلہ دیش کے مسلمانوں پر مظالم ڈھارہی ہے۔اور برصغیر کے مسلمانوں پر اسلام مخالف آئین لاگو کررہی ہے،اسی طرح برما کی درندہ حکومت جو مسلمانوں پر بہیمانہ انداز میں ظلم کررہی ہے۔

۳:وہ تمام مقامی ظالم ومرتد افواج جو عام مسلمانوں پر ظلم کرتی ہیں،ان کو قتل کرتی ہیں،بلاوجہ بغیر جرم کے قید کرتی ہیں،ان کی عزت وآبرو کو لوٹتی ہیں۔مگر حالتِ حاضرہ میں حکمت عملی کی بنیاد پر ہم ان سے لڑائی کو ان کے مظالم تک محدود رکھنے کی کوشش کرتے ہیں،اور یہ ضرور واضح کردیتے ہیں کہ ان سے اس لڑائی کی وجہ ان کے مظالم اوران کے کافر آقاؤں کی تابع داری ہے۔کیونکہ درحقیقت اسلام دشمنی اور مسلمانوں پر ظلم وستم ڈھانے میں مقامی مرتدین مکمل طور پر اپنی مرضی کے مالک نہیں ہیں۔بلکہ یہ لوگ ائمہ الکفر کے ماتحت کام کرتے ہیں۔آج دنیا بھر کی کفری طاقتیں ایک ہی دھاگے میں پروئی ہوئی ہے۔اسی لئے ان کے آقا جو اصل طاقت اور ان کو چلانے والے ہیں ان پر وار کرنا ہی دوراندیشی اور دانشمندی کا تقاضی ہے۔

فائدہ: دشمن کے بارے میں ہمارا مذکورہ منہاج ایک بین الاقوامی جنگ کی صورت میں ہے۔پر جو سب مقامی کفار ومرتدین،رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔دین کی باتوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔(العیاذ باللہ) یا جو دین کیلئے سخت نقصان دہ ثابت ہو تو ان کو قتل کرنا بھی ہم اپنی ایمانی ذمے داری سمجھتے ہیں۔

ہجرت:

*ہماری عسکری تیاری کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ دوسرے رباط وقتل کی سرزمین میں ہجرت کرنا۔صرف ہجرت کو ہی ہم اپنی عسکری منصوبوں اوراقدامات میں شمار نہیں کرتے،جیسا کہ بعض تنظیم کرتی ہے۔

*اس خطے کے تمام مجاہدین دوسرے کسی خطے میں جاکر جہاد کرینگے،ایسی باتوں کو ہم صحیح نہیں سمجھتے۔

*ہم کہتے ہیں کہ چند صورتوں میں ہجرت کرنی ہے:

*عالمی جہاد کے واجب الاحترام اُمرا حضرات جب خاص خاص جگہ پر مخصوص مجاہدین کو ہجرت کرنے کو کہے۔

* اگر مسلمان کہیں کافروں کے ظلم کا شکار ہو اور ان کا کوئی مددگار نہ ہو۔ایسے موقعے پر مشورہ کرکے ہم اپنے کچھ مجاہد بھائیوں کو وہاں بھیجنے کی خواہش رکھتے ہیں۔

*قیادت سنبھالے ہوئے کچھ بھائیوں کی اعلیٰ تربیت،جہاد کا حقیقی تجربہ اور ماہر تجربہ کار کمانڈر بھائیوں سے براہ راست کام سیکھ کر آنے کیلئے۔

عسکری میدان میں ہمارے چند بنیادی اصول:

*اعداد وتیاری کے مراحل کو صبر کے ساتھ طے کرنا۔اجتماعی طور پر جنگ شروع کرنے سے پہلے تجربہ کار مجاہدین اُمراء جو شرطیں بتاتے ہیں اسے پورا کرنا۔

*مسلم ممالک کی مقامی مرتد حکومتوں کے ساتھ جنگ سے جہاں تک ہوسکے دور رہنا۔اگر کبھی صلح کرنے کاموقع آجائے توفوراً صلح کرلینا، تاکہ کفر کاسر داریعنی امریکہ،اسرائیل اور بھارت کوعسکری ہدف بنایاجائے۔اورعام دعوتی کام بھی کیاجاسکے، کیونکہ عام مسلمانوں کوجہاد کاحامی بناناضروری ہے۔کسی بھی مسلم ملک میں مرتد حکومت کے خلاف جنگ شروع کرنے سے پہلے عام مسلمانوں کے سامنے یہ بات واضح کردیناضروری ہے کہ جنگ کیوں اور کس لئے ہورہی ہے۔اور مجاہدین کیاچاہتے ہیں؟

*جوبچے،بوڑھے اور عورت ہمارے خلاف کسی بھی عسکری مہم میں شامل نہ ہو، انکے قتل سے باز رہنا، اگرچہ وہ دشمن گھرانے سے ہو۔

*مسلمانوں کے بازار،مساجد اور عوامی مقامات پر جہاں عام مسلمان اکٹھاہوتے ہیں ان تمام جگہوں پر دھماکے سے باز رہنا۔

*شیعہ، قادیانی،مزارپرست وغیرہ جیسے؛کافروباطل فرقے کے لوگوں کو قتل کرنا اگرچہ جائز ہے، پر عسکری کسی مہمات میں ملوث ہونے تک انہیں قتل نہ کریں، بلکہ فی الحال ہم اپنی طاقت ان طواغیت پر خرچ کرینگے جن کی وجے سے یہ باطل فرقے ٹکے ہوئے ہیں۔

*علمائے سوءکے بارے میں ہمارے عملی اقدام،انکے خرافتی منطق کو قرآن وسنت کی روشنی میں رد کرنااور انکے اصلی چہرے کو مسلمانوں کے سامنے بے نقاب کرنے تک محدود رہنا۔انکے خلاف عسکری اقدام تب تک نہ لے جب تک نہ وہ ہمارے خلاف کوئی عسکری اقدام اٹھائے۔

دیگر جہادی تنظیمیں:

*الحمدللہ:اس خطے میں بہت سی جہادی تنظیمیں پہلے بھی کام کرچکی ہیں اور آج بھی کررہی ہیں،اس ملک میں دعوتِ جہاد اوراعداد میں ان کی بڑی قربانیاں ہیں۔ہم ان کی ان قربانیوں کے اعتراف اور تسلیم کرتے ہیں۔

*جہادی راہ کے راہی تمام جہادی قافلے کے ساتھ خوشگوار تعلق رکھ کرہم سامنے کی طرف چلنا چاہتے ہیں۔سب کے ساتھ ہر طرح کی غلط فہمی اور جھگڑا و فساد کو نظر انداز کر کے چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔اگرچہ اس کیلئے کبھی کبھی اپناحق بھی چھوڑناپڑے۔

*جوسب جہادی قافلے"تنظیم قاعدۃ الجہاد"کے منہاج اور نظام کار سے متفق ہیں اوراسے مان لیتے ہیں توہم ان قافلوں کے ساتھ متحد ہونے کی یقین دہانی کرتے ہیں۔

*جوسب قافلے عالمی جہادی **امراؤں** کے عقیدے و منہج کی اتباع نہ کرتے ہوان کے ساتھ ہمارابرتاؤیہ ہے کہ ہم آہستہ آہستہ انکو صحیح عقیدہ، سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔انک کے سامنے بین الاقوامی امراؤں کے عقیدے ومنہاج سے متعلق بنیادی اصول پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ ہم سب اپنے جہاد کوایک واضح اور صحیح عقیدہ و منہج کی بنیاد پر قائم کرسکے۔

بیت المال:

* جان کے بعد ہی جہاد میں جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہے مال، اسلئے ہم مسلمان بھائیوں سے مال جمع کرتے ہیں۔

* مسلمانوں کے اموال ہمارے پاس ایک بہت بڑی امانت ہے۔ اسے ہم حفاظت کرنے کی ممکنہ حد تک کوشش کرتے ہیں۔ بیت المال کا ہر ایک روپے کی حفاظت اور اس کے حساب رکھنے کو ہم اپنے اوپر عائد ذمے داری سمجھتے ہیں۔

* بیت المال کی املاک کو ہم یتیم کے مال کی طرح دیکھتے ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

ولا تأكلوها اسرافا و بدارا ان يكبروا و من كان غنيا فليستعفف ومن كان فقيرا فلياكل بالمعروف۔

ترجمہ: اور وہ مال کو اس طرح اسراف کر کے یا جلد بازی سے کھا نہیں لیتے کہ وہ بڑے نہ ہو جائے۔ اور (یتیم کے ولیوں میں) جو وسعت مند ہے وہ تو اپنے کو (یتیموں کے مال کھانے سے) مکمل باز رکھتا ہے۔ اور جو تنگ دست ہے وہ انصاف کے ساتھ کھا سکتا ہے۔ (سورہ نساء:6)

اے محترم بھائیو!

- ✓ یہ ہمارے عقیدے و منہج ہیں جس کی بنیاد پر ہم اکٹھے ہوئے ہیں۔
- ✓ یہ ہمارے عقیدے و منہج ہیں جو ہم خود مانتے ہیں اور جس کی روشنی میں دین کی طرف آگے بڑھتے ہیں۔
- ✓ یہ ہمارے عقیدے و منہج ہیں جس کی بات ہم دیگر مسلمانوں اور مجاہدین کو بتاتے ہیں۔

آؤ! قافلہ بند ہو جائے۔ توحید و جہاد کے پرچم تلے جمع ہو جائے!

اللهم إغفر لكل من سعى فيه ولأمهاتهم وآباءهم وأزواجهم وذرياتهم وارفع درجاتهم .

اے اللہ! اس کار خیر میں جنہوں نے جتنے بھی حصہ لیا انہیں اور ان کے والدین، بیوی، بچے سب کو معاف فرما، اور کے درجات کو بلند فرما۔ آمین!!!